سُوْرَۃُ الأنعَام کی تفسیر

Lesson 6: Al-An'aam (Ayaat 93 - 110): Day 21

آگے تفسیر دیکھیں گے؛

بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اَنّٰى يَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ ؕ وَخَلَقَ كُلَّ شَیْءٍ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۰۱﴾

(وہی) آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا (ہے)۔ اس کے اولاد کہاں سے ہو جب کہ اس کی بیوی ہی نہیں۔ اور اس نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے۔ اور وہ ہر چیز سے باخبر ہے ﴿۱۰۱﴾

پہلی دفعہ آسمان اور زمین کو بنانے والا اللہ ہے۔ بَدِيْعُ ؛ سے لفظ بدع۔ بدعت لفظ بھی اسی سے ہے۔ بغیر نشانے اور بغیر کسی مثال کے اور بغیر کسی بنیاد کے کچھ بنا دینا۔ صرف اللہ کی ذات ہی یہ کر سکتی ہے۔ اللہ کو خام مال نہیں چاہیئے۔ کوئی ذرائع نہیں چاہیئں۔ وہ کُن کہتا ہے اور کام ہو جاتا ہے۔ ہم نے کچھ بنانا ہوتا ہے۔ تو ہمیں اشیاء اور چیزوں کی ضرورت ہے۔

اُس کے اولاد کیسے ہو سکتی ہے۔ اُس کی تو بیوی ہی نہیں ہے۔ وہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے۔ اور اُس کے پاس ہر چیز کا علم ہے۔

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ فَاعْبُدُوْهُ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ وَّكِيْلٌ ﴿۱۰۲﴾

یہی (اوصاف رکھنے والا) خدا تمہارا پروردگار ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ (وہی) ہر چیز کا پیدا کرنے والا (ہے) تو اسی کی عبادت کرو۔ اور وہ ہر چیز کا نگراں ہے ﴿۱۰۲﴾

'ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمۡ' تمہیں اس کائنات میں اللہ کی نشانیاں نظر نہیں آتیں؟ تمہارا ربّ وہ ہے کہ جس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ تمہیں مائیکروسکوپ سے جراثیم نظر آجاتے ہیں۔ اللہ کی اتنی بڑی نشانیاں نظر نہیں آتیں؟ وہی خالق اور مالک ہے۔ کوئی اُس کے مشوروں میں شریک نہیں۔ فَاعۡبُدُوۡهُ بس اُسی کی عبادت کرو۔ صرف ایک کے بن جاؤ۔ صرف اللہ کی عبادت کرنی ہے اور اُس کے سوا کسی کی نہیں کرنی۔ صرف اللہ کو سجدہ کرنا ہے۔ صرف اللہ کے آگے جھکنا ہے۔

لَا تُدۡرِكُهُ الۡاَبۡصَارُ وَهُوَ يُدۡرِكُ الۡاَبۡصَارَ‌ۚ وَهُوَ اللَّطِيۡفُ الۡخَبِيۡرُ ﴿۱۰۳﴾ (وہ ایسا ہے کہ) نگاہیں اس کا ادراک نہیں کر سکتیں اور وہ نگاہوں کا ادراک کر سکتا ہے اور وہ بھید جاننے والا خبردار ہے ﴿۱۰۳﴾

تُدۡرِكُهُ ؛ درک: اسی سے لفظ ادراک ہے۔ یعنی احاطہ کرنا۔ انسان صرف اُسی چیز کا ادراک کر سکتا ہے جس کو دیکھ سکتا ہے۔ اللہ کسی کو نظر نہیں آسکتا۔ اللہ نور السمٰوت والارض ہے۔ اُس کو کوئی آنکھ نہیں دیکھ سکتی۔ اُس کو دیکھنے کے لئے بصیرت کی ضرورت ہے۔ اُس کو محسوس کیا جاسکتا ہے لیکن بصارت سے نہیں نظر آسکتا۔ وہ سب کو دیکھ سکتا ہے۔

یہاں سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اللہ کو کوئی آنکھ نہیں دیکھ سکتی۔ صحیح روایات موجود ہیں کہ اللہ کے نبیؐ نے بھی اللہ کو نہیں دیکھا۔ قیامت کے دِن سب اللہ کو دیکھیں گے۔ اللہ سب سے کلام کرے گا۔

قَدۡ جَآءَكُمۡ بَصَآئِرُ مِنۡ رَّبِّكُمۡ‌ۚ فَمَنۡ اَبۡصَرَ فَلِنَفۡسِهٖ‌ۚ وَمَنۡ عَمِىَ فَعَلَيۡهَا‌ ؕ وَمَاۤ اَنَا عَلَيۡكُمۡ بِحَفِيۡظٍ ﴿۱۰۴﴾

(اے محمد صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّم! ان سے کہہ دو کہ) تمہارے (پاس) پروردگار کی طرف سے (روشن) دلیلیں پہنچ چکی ہیں تو جس نے (ان کو آنکھ کھول کر) دیکھا اس نے اپنا بھلا کیا اور جو اندھا بنا رہا اس نے اپنے حق میں برا کیا۔ اور میں تمہارا نگہبان نہیں ہوں ﴿۱۰۴﴾

قیامت کے دِن اللہ سب کو وہ بصارت عطا کر دے گا جس سے ہم اللہ کو دیکھ سکیں گے۔ لیکن ابھی ہم اللہ کی نشانیوں کو دیکھیں اور اُن سے سبق سیکھیں۔ مکہ والے اللہ کے نبیؐ کے پاس آ کر کہتے تھے کہ اپنا رَبّ ہمیں دِکھاؤ۔ اُن سے کہا جا رہا ہے کہ اللہ ایسے نظر نہیں آئے گا۔ اِس کائنات میں اللہ کو دیکھو۔ پھول، پتوں، پہاڑوں اور بادلوں میں اللہ کو دیکھو۔

اور جو کوئی عقل کا اندھا بنا رہا تو اُس کو اللہ نظر نہیں آئے گا۔ جو پکنک کر کے واپس آ گیا لیکن قدرت کے حسین نظاروں میں اللہ کو نہ پا سکا۔

فَلِنَفْسِهٖ : عربی میں لِ (For) کے لئے آتا ہے۔ اور علیٰ (upon) اوپر کے لئے آتا ہے۔

جو اندھا بنا رہا اُس کو نقصان ہو گا۔ میں تم پر نگہبان نہیں ہوں۔ یعنی میری ذمہ داری صرف پہنچا دینا ہے۔

اللہ کی نعمتوں۔ کائنات کی نشانیوں اور قرآن کی آیات میں اللہ کو پہچانو۔

وَكَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ وَلِيَقُوْلُوْا دَرَسْتَ وَلِنُبَيِّنَهٗ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۵﴾

اور ہم اسی طرح اپنی آیتیں پھیر پھیر کر بیان کرتے ہیں تاکہ کافر یہ نہ کہیں کہ تم (یہ باتیں اہل کتاب سے) سیکھے ہوئے ہو اور تاکہ سمجھنے والے لوگوں کے لئے تشریح کر دیں ﴿۱۰۵﴾

اللہ اور اُس کا رسولؐ اپنی باتوں کو کئی طرح سے بیان کرتے ہیں۔ تاکہ لوگ سمجھ سکیں۔ سورج چاند کی بات کتنی دفعہ بتائی گئی ہے۔ موسیٰؑ کا قصّہ کئی دفعہ بیان کیا گیا ہے۔ اُس کی وجہ یہ ہے کہ ہر بار انسان کا موڈ فرق ہوتا ہے۔ اور بعض اوقات انسان ایک ہی بات کو کئی دفعہ سُن کر پھر سمجھتا ہے۔ آدم کا قصّہ ہر بار ہمیں مختلف انداز سے سمجھ آتا ہے۔ ہر بار ہم کوئی سبق سیکھتے ہیں۔

جب ہم قران شروع کرتے ہیں تو ذہنی طور پر اتنے میچیور نہیں ہوتے۔ دوسری بات یہ کہ قران ہر دَور کے انسان کے لئے آیا ہے۔ تو ہر دَور اانسان مختلف طریقے سے سمجھتا ہے۔ عقل کے لحاظ ہر انسان فرق ہے۔

مثال: آدمؑ کو قصّہ ہم قران میں آٹھ بار پڑھتے ہیں۔ پھر کہیں ہم بہترین طریقے سے سمجھتے ہیں۔

نُصَرِّفُ : معنی گھسنا یا مٹانا۔ مکہ والے کہتے تھے کہ اللہ کے نبیؐ کو کچھ پڑھنا نہیں آتا بلکہ کہیں سے پڑھ کر آجاتے ہیں اور پھر ہمیں سمجھاتے ہیں۔ دوسرے معنی یہ ہیں کہ اللہ کے نبیؐ ایک ہی بات کو کئی بار سمجھاتے ہیں۔ تیسرے معنی کہ قرآن کی آیات مختلف انداز سے نازل ہوتی ہیں تاکہ لوگوں کو سمجھ آ جائیں۔

اس کی مثال یوں سمجھ لیں کہ دورۂ قران میں بات مختصر طریقے سے کی جاتی ہے۔ دِل پر اثر تھوڑی دیر کے لئے ہوتا ہے۔

وَلِنُبَيِّنَهٗ : لیکن پھر تفسیر کے وقت پوری تشریح سے بات بیان کی جاتی ہے۔ اور دَرَسْتَ پھر دِل پر پکا رنگ چڑھتا ہے۔ بات انسان کے دِل میں بیٹھ جاتی ہے۔

"۔اور تاکہ سمجھنے والے لوگوں کے لئے تشریح کر دیں۔"

کل یہ بات اللہ کے نبیؐ سے فرمائی گئی تھی آج ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ اللہ کا حکم دوسروں تک پہنچاؤ۔اُس کی تشریح کر کے سناؤ۔

اِتَّبِعۡ مَاۤ اُوۡحِیَ اِلَیۡكَ مِنۡ رَّبِّكَ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ وَاَعۡرِضۡ عَنِ الۡمُشۡرِكِيۡنَ ﴿۱۰۶﴾

اور جو حکم تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے پاس آتا ہے اسی کی پیروی کرو۔اس (پروردگار) کے سوا کوئی معبود نہیں۔اور مشرکوں سے کنارہ کرلو﴿۱۰۶﴾

صرف دوسروں کو سُنا دینا مقصد نہیں ہے بلکہ اس کی پیروی کرو۔اس کتاب پر فخر کرنے اور سجا کر رکھنے کی بجائے اس کو سمجھو اور اس پر عمل کرو۔یہ بہت عظیم کتاب 'لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ' کی طرف سے نازل کی گئی ہے۔مشرکین سے دُور رہو۔ہر اُس چیز سے اعراض کرو جو تمہیں رَبّ سے دُور کرتی ہے۔

یعنی اب تم تو بچ گئے ہو اور باقی لوگوں کو کیسے بچانا ہے؟

یہاں سے پارے کا آخری حصّہ شروع ہو رہا ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہدایت صرف اُس کو ملے گی جو کوشش کرے گا۔

وَلَوۡ شَآءَ اللّٰهُ مَاۤ اَشۡرَكُوۡا ؕ وَمَا جَعَلۡنٰكَ عَلَيۡهِمۡ حَفِيۡظًا ۚ وَمَاۤ اَنۡتَ عَلَيۡهِمۡ بِوَكِيۡلٍ ﴿۱۰۷﴾

اور اگر خدا چاہتا تو یہ لوگ شرک نہ کرتے۔اور (اے پیغمبر!) ہم نے تم کو ان پر نگہبان مقرر نہیں کیا۔اور نہ تم ان کے داروغہ ہو﴿۱۰۷﴾

یہاں اس سے مُراد اللہ کی مشیت ہے اللہ کی مرضی نہیں۔ کہ اگر اللہ ان سے منوانا چاہتا تو ان کی کیا مجال تھی کہ یہ انکار کرتے۔ لیکن اللہ نے ان کو اختیار دے دیا کہ اپنی مرضی سے ہدایت کی طرف آئیں۔ اللہ کے نبیؐ سے فرمایا جارہا ہے کہ اللہ کو سب خبر ہے۔

یہاں یہ سوال آپ کے ذہن میں نہ آئے کہ شائد اللہ چاہتا تھا کہ یہ شرک کریں۔ اس کا موضوع یہی ہے کہ اللہ کسی کے لئے شرک پسند نہیں کرتا لیکن جب لوگ اپنے لئے غلط راہ پسند کرتے ہیں۔ تو اللہ اُن کو جانے دیتا ہے۔

ایک بندہ قرآن پڑھ رہا ہے، نیکی کی کوشش کرتا ہے۔ وہ جب دوسروں کو غلط راہ پر دیکھتا ہے تو جوش میں آکر تبلیغ کرتا ہے۔ تو بعض اوقات اُس کے منہ سے غلط بات نکل جاتی ہے۔

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًاۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۗ كَذٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ اُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ۠ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ مَّرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۰۸﴾

اور جن لوگوں کو یہ مشرک خدا کے سوا پکارتے ہیں ان کو برا نہ کہنا کہ یہ بھی کہیں خدا کو بے ادبی سے بے سمجھے برا (نہ) کہہ بیٹھیں۔ اس طرح ہم نے ہر ایک فرقے کے اعمال (ان کی نظروں میں) اچھے کر دکھائے ہیں۔ پھر ان کو اپنے پروردگار کی طرف لوٹ کر جانا ہے تب وہ ان کو بتائے گا کہ وہ کیا کیا کرتے تھے ﴿۱۰۸﴾

یعنی پھر وہ بھی نعوذ باللہ کچھ غلط بات کہہ دینگے۔

تَسُبُّوا : س ب ب۔یعنی گالی دینا۔یعنی پھر وہ داعیِٔ دین کو گالی نہیں دیتے بلکہ اللہ کے خلاف کوئی غلط بات کہہ دیتے ہیں۔ بعض اوقات مبلّغِ دین دوسروں کے نظریات پر کھل کر بات کہہ دیتے ہیں۔

یہ دین کی تبلیغ کا بہت اہم نقطہ ہے۔اس کو یادرکھیں کہ کبھی کسی کو ڈائریکٹ تنقید کا نشانہ مت بنائیں۔

اللہ اور دین سے محبت سکھائیں۔ دین سے دُور نہ بھگائیں۔

مثال اگر کسی کے خدا کو کچھ بُرا کہیں گے تو وہ بھی آپ کے خُدا پر بات کرے گا۔

آپ تذکرہ کرسکتے ہیں لیکن بے جا تنقید سے آپ دوسروں کو اپنا حریف بنالیتے ہیں۔

' اس طرح ہم نے ہر ایک فرقے کے اعمال (ان کی نظروں میں) اچھے کر دکھائے ہیں۔'

مثال: اگر آپ بچے کے میگزین اور رسالے پھاڑ دینگے تو ہوسکتا ہے کہ وہ ضِد میں آکر آپ کے نوٹس والی کاپی پھاڑ دیں۔

جس کو جو پسند ہوتا ہے وہ دراَصل اُسی چیز کی پوجا کررہا ہوتا ہے۔اُس کا نفس اُسی چیز میں لگا ہوتا ہے۔ کسی کو مال سے محبت ہے، کسی کو موسیقی سے اور کسی کو فلموں اور اداکاروں سے۔کسی کو کھیل سے اور کھلاڑیوں سے یا فیشن سے۔

کیسے پتا چلے کہ کیا صحیح ہے اور کیا غلط؟ صرف اللہ ہی کی بات صحیح ہے۔"۔۔ پھر ان کو اپنے پروردگار ک طرف لوٹ کر جانا ہے تب وہ ان کو بتائے گا کہ وہ کیا کیا کرتے تھے۔"

اللہ ہی سب بتائے گا کہ کیا سچا تھا اور کیا جھوٹ۔

وَاَقۡسَمُوۡا بِاللّٰهِ جَهۡدَ اَيۡمَانِهِمۡ لَـئِنۡ جَآءَتۡهُمۡ اٰيَةٌ لَّيُـؤۡمِنُنَّ بِهَا ؕ قُلۡ اِنَّمَا الۡاٰيٰتُ عِنۡدَ اللّٰهِ وَمَا يُشۡعِرُكُمۡ ۙ اَنَّهَاۤ اِذَا جَآءَتۡ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۱۰۹﴾

اور یہ لوگ خدا کی سخت سخت قسمیں کھاتے ہیں کہ اگر ان کے پاس کوئی نشانی آئے تو وہ اس پر ضروری ایمان لے آئیں۔ کہہ دو کہ نشانیاں تو سب خدا ہی کے پاس ہیں۔ اور (مومنو!) تمہیں کیا معلوم ہے (یہ تو ایسے بدبخت ہیں کہ ان کے پاس) نشانیاں آ بھی جائیں تب بھی ایمان نہ لائیں ﴿۱۰۹﴾

یہ اس نیکی کے موقع سے پہلے کہتے تھے کہ اگر اللہ نے کبھی موقع دیا تو ہم نیکیاں کرکے دکھائیں گے۔

اللہ کے نبیؐ تو کوئی معجزہ نہیں دِکھاسکتے۔ اللہ کا دین ہی دے رہے ہیں۔ وہی قبول کرلو۔ کیونکہ اگر معجزہ یا شعبدہ بازی دیکھ بھی لیا تو پھر بھی ایمان نہیں لاؤ گے۔

جو لوگ اس طرح کی فضول بحث کرتے ہیں۔ اللہ اُن سے زبردست انتقام لے گا۔

وَنُقَلِّبُ اَفۡـــِٕدَتَهُمۡ وَاَبۡصَارَهُمۡ كَمَا لَمۡ يُؤۡمِنُوۡا بِهٖۤ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّنَذَرُهُمۡ فِىۡ طُغۡيَانِهِمۡ يَعۡمَهُوۡنَ ﴿۱۱۰﴾

اور ہم ان کے دلوں اور آنکھوں کو الٹ دیں گے (تو) جیسے یہ اس (قرآن) پر پہلی دفعہ ایمان نہیں لائے (ویسے پھر نہ لائیں گے) اور ان کو چھوڑ دیں گے کہ اپنی سرکشی میں بہکتے رہیں ﴿۱۱۰﴾

پھر ایسے لوگوں کو عاجزی کی جگہ اکڑ مل جاتی ہے۔ محبت کی جگہ نفرت ملتی ہے۔ دین کی جگہ دُنیا ملتی ہے۔ اُن کا دِل اللہ کے ذِکر میں نہیں لگتا۔ اتنی بڑی سزا ملتی ہے۔

یا اللہ ہمیں ایسے لوگوں میں شامل نہ کرنا۔ یا اللہ ہماری مسلم اُمّت کی حفاظت فرما۔ آمین

ایک وقت ہوتا ہے بندہ غرور میں اللہ کے دین کی طرف نہیں آتا۔ پھر ایک وقت آتا ہے کہ اُس سے توفیق چھین لی جاتی ہے۔ ایک بندہ پیسے کے پیچھے دوڑتا ہے۔ اللہ اُسی طرف مصروف کر دیتا ہے۔

اللہ اپنا دین کا کام سب سے نہیں لیتا۔ ہاں ایک دفعہ توفیق ضرور ملتی ہے لیکن جو منہ پھیر کر چلا جاتا ہے تو اللہ اپنا کام کسی اور سے لیتا ہے۔

'۔۔۔اور ان کو چھوڑ دیں گے کہ اپنی سرکشی میں بہکتے رہیں'

پھر اُن کو دنیا میں فائدہ نظر آتا ہے۔ اُن کی آنکھوں پر پردے پڑ جاتے ہیں۔

یَعۡمَهُوۡنَ: کا مطلب ہے اندھا دُھند بھاگنا۔ یعنی آنکھوں کو اندھا نہیں بلکہ دِل کا اندھا۔ جو دنیا کے پیچھے دیوانہ وار بھاگتے ہیں۔

پہلے وہ کہتا ہے میرے پاس وقت نہیں۔ پھر اللہ اُسے دُور پھینک دیتا ہے۔ دیکھ لیں ابو جہل کو توفیق نہیں ملی۔ عبد اللہ بن مسعودؓ جب اُسے قتل کرنے لگے تو وہ بولا کہ میری گردن بھی ساتھ کاٹنا تاکہ لوگوں کو پتا چلے کہ چہرے کے ساتھ گردن بھی کٹی ہے اور یہ کسی سردار کا چہرہ ہے۔ جب عبد اللہ بن مسعودؓ اُس کے سینے پر چڑھے تو وہ بولا۔ 'اوچرواہے تو بہت اونچی جگہ پر چڑھ گیا ہے" یہ ہوتی ہے اکڑ۔

وہ خود کو اور اُس کے ساتھی اُسے ابوالحکم کہتے تھے۔ اسی طرح فرعون کو دیکھ لیں۔ ڈوب کر مر گیا لیکن خود کو خُدا سمجھتا رہا۔

اسی طرح انسان کی عقل ماری جاتی ہے۔ ہر غلط کام کرنے والا اپنے غلط اور ناجائز کام کی توجیہات پیش کرے گا۔ بڑے بڑے ظالم حکمران اپنے آپ کو صحیح سمجھتے ہیں۔ اللہ ایسے لوگوں سے توفیق چھین لیتا ہے۔ اُن کی سمجھ ہی نہیں آتی۔

دیوانوں اور پاگلوں کو دیکھ لیں۔ بعض اوقات اپنے آپ کو بادشاہ سمجھ رہے ہوتے ہیں۔

یہی حال اللہ کے نافرمان کا ہے وہ اپنے آپ کو صحیح سمجھتا ہے۔

اپنا محاسبہ کریں۔ مجھے تو اپنی فکر لگ گئی ہے۔ بہت اہم نقطے پر پارے کا اختتام ہو رہا ہے۔ اللہ ہمیں نیکیوں کی توفیق دے۔ آمین

آیت 108 کی مزید وضاحت؛

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًاۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ كَذٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ اُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ۠ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ مَّرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۰۸﴾

اور جن لوگوں کو یہ مشرک خدا کے سوا پکارتے ہیں ان کو برا نہ کہنا کہ یہ بھی کہیں خدا کو بے ادبی سے بے سمجھے برا (نہ) کہہ بیٹھیں۔ اس طرح ہم نے ہر ایک فرقے کے اعمال (ان کی نظروں میں) اچھے کر دکھائے ہیں۔ پھر ان کو اپنے پروردگار کی طرف لوٹ کر جانا ہے تب وہ ان کو بتائے گا کہ وہ کیا کیا کرتے تھے ﴿۱۰۸﴾

ایک بات تو اِس آیت سے یہ سمجھ لیں کہ اللہ کے نبیؐ نے کبھی گالی نہیں دی تھی۔ اسلام سے پہلے بھی گالی نہیں دی تھی۔ یہاں اِس بات سے بنیادی اُصول سکھایا گیا ہے۔

ہم سب مسلمانوں کے لئے سبق ہے کہ کسی کو گالی نہ دیں۔

کسی گناہ کا سبب بننا بھی گناہ ہے۔ یعنی کسی کو چِڑا دینا۔ بے جا تنقید سے کسی کو غصّہ دِلا دینا۔ کوئی ایسی بات کہہ دینا کہ دوسرا شخص ضِدّ میں آ کر گناہ کرے۔ ایسا کچھ نہ کریں۔

سرِ محفل کسی کو نہ ٹوکیں۔

معبود دو طرح کے ہیں۔

1. مثلاً ہنومان یا اپالو وغیرہ جن کو کوئی وجود ہی نہیں ہے۔ اُن کو گالی دینے کا کیا فائدہ؟ جب اُن کو کوئی وجود ہی نہیں ہے۔ جیسے کُرسی کو گالی دیا تو کیا فائدہ؟
2. دوسرے معبود، مثال جیسے مشرکین فرشتوں کو پوجتے تھے، یا نصاریٰ عیسیٰؑ کو، تو کوئی مسلمان تصور بھی نہیں کر سکتا ہے کہ اُن کو گالی دے۔

دونوں سورتوں میں گالی نہ دیں۔

اللہ کے نبیؐ کی سُنّت ہے کہ وہ بلا وجہ دوسروں کو غصّہ نہیں دِلاتے تھے۔

مثال: جب بیت اللہ بنایا گیا تو قریش کے پاس حلال مال نہیں تھا اس لئے انہوں نے حطیم والا حصّہ ویسے ہی چھوڑ دیا۔ اُس کو خانہ کعبہ میں پیسوں کی کمی کی وجہ سے شامل نہ کر سکے۔ بعد میں اللہ کے نبیؐ کو موقع ملا تھا کہ اُس کو بھی اصل حالت میں لے آتے جیسا ابراہیمؑ کے دَور میں تھا۔ لیکن آپ ﷺ نے فرمایا، عائشہؓ میرا دِل تو چاہتا ہے کہ حطیم کو خانہ کعبہ کے ساتھ ملا دوں لیکن تیری قوم کے لوگ اس بات کو نہ سمجھیں گے۔

اس لئے آپؐ نے اُس کو ویسے ہی چھوڑ دیا۔ کیونکہ لوگ نئے نئے مسلمان ہوئے تھے۔ آپؐ نہیں چاہتے تھے کہ بلاوجہ کی ایشوز ہوں اور مسلمانوں میں مسائل یا فتنے پیدا ہوں۔

ہمارا دین ٹکراؤ والی پالیسی پسند نہیں کرتا۔

اپنے آپ کو ایسے کام میں ملوّث نہ کریں کہ دوسرے آپ کی وجہ سے گناہ یا غلط کام کریں۔

اللہ کے نبیؐ تو سب کو بہت پیارے لگتے ہیں۔ اُن ﷺ کی پیروی کریں۔

بعض اوقات کچھ لوگ اپنے آپ کو نیک سمجھتے ہیں اور دوسروں کو گناہگار۔ یہ بھی ایک تکبّر کی علامت ہے۔

دین سے دُور لوگوں سے خیر خواہی کریں۔ اُن کی اصلاح کی کوشش کریں۔ اخلاص کے ساتھ دین کی طرف لے کر آئیں۔

اللہ سے دعا ہے کہ ہمیں سُنّتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین